مولانا محمد اسلام حقانی

امریکی صدر اوبامہ کے خصوصی ایلچی کی وفد کے ہمراہ
مولانا سمیع الحق سے ملاقات اہم ملی سیاسی اور مذہبی امور پر بات چیت

امریکی صدر اوبامہ کے خصوصی ایلچی اور اسلامی ممالک تنظیم او آئی سی کے لئے صدر اوبامہ کے سفیر مسٹر رشاد حسین نے ۲۹/اپریل ۲۰۱۴ء کوراولپنڈی میں جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔مسٹر رشاد کے ساتھ آئے ہوئے ان کے وفد کے ارکان مسٹر ارسلان سلیمان' ڈپٹی ایمبیسڈر برائے او آئی سی اور ڈاکٹر سید محمد سعید' نیشنل ڈائریکٹر کمیونٹی الائنس اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ بھی ملاقات میں شریک تھے۔امریکی سفارتکار مسٹر احمد فرسٹ پولیٹکل سیکرٹری اور مس سارہ لورین اور سیکنڈ کونصلر امریکی ایمبیسی بھی اس موقع پر موجود تھے۔ یہ ملاقات دو گھنٹے تک جاری رہی۔جس میں مسلمانوں کو درپیش مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ بالخصوص امریکہ اور دیگر غیر مسلم ممالک میں مسلم کمیونٹی اور پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے غیر مسلم اقلیتوں کو درپیش حالات ملاقات میں زیر بحث آئے۔اوران کے معاملات کو بہتر سے بہتر بنائے جانے کی تجاویز زیرغور رہیں۔ وفد نے مولانا سمیع الحق اور تمام مسلمانوں کو صدر اوبامہ کے خیر سگالی کے جذبات اور پیغام سے آگاہ کیا۔ملاقات میں مولانا سمیع الحق نے بھارت' پاکستان تعلقات مسئلہ کشمیر' افغانستان میں آنے والی تبدیلیوں کے بعد طالبان سے معاملات' پاکستانی طالبان سے مذاکرات' افغانستان سے انخلاء کے بعد امریکیوں کے پروگرام اور دیگر امور پر بھی اپنے تجاویز سے آگاہ کیا۔ پاکستان کے اسلامی تشخص اور آئین کے اہم اسلامی ترامیم قادیانیت' توہین رسالت ایکٹ' حدود آرڈیننس' وغیرہ کی اہمیت اور افادیت سے بھی آگاہ کیا۔مولانا سمیع الحق نے واضح کیا کہ دینی مدارس میں دہشت گردی نام کی کوئی چیز ثابت نہیں کی جاسکتی۔مدارس دنیا کے سب سے بڑے این جی اوز کے طور پر رفاہی اور تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔وفد نے پاکستانی طالبان کے ساتھ قیام امن کے سلسلے میں مولانا سمیع الحق کی کوششوں کو سراہااور کہا کہ مسلم اور غیر مسلم دنیا میں درپیش مسلمانوں اور غیر مسلم شہریوں کو بھی مذاکرات کے ذریعے تعلقات خوشگوار اور پرامن بنانے چاہیئے۔اس ملاقات کی اہم تفصیلات نذر قارئین ہیں......(محمد اسلام حقانی' قمر المعبود۔رفقاء موتمر المصنفین)

امریکی وفد: مولانا آپ سے ملنے کی دیرینہ خواہش تھی۔رشاد حسین صاحب پوری اسلامی دنیا کیلئے اوبامہ کے سفیر ہیں۔صدر اوبامہ کے دورہ ملائشیا میں ہم انکے ساتھ تھے کیونکہ ملائشیا او آئی سی کا ممبر ہے۔اوبامہ واپس چلے گئے ہمیں یہاں بھیجا۔آپ کو خیر سگالی کے جذبات پیش کئے ہیں۔امریکہ میں بڑی تعداد میں پاکستانی ڈاکٹرز ہیں' امریکہ میں سات ملین مسلمان ہیں' مساجد میں پچیس تیس لاکھ کی گنجائش ہے۔ہمارے اداروں کی پچاسویں سالگرہ

منائی گی۔ نیو یارک میں بڑی مسجد ہے' کچھ لوگ پروپیگنڈے میں آ کر مسلمانوں کے خلاف ہو گئے۔تو ان کی مذمت کی گئی' کرسچین کمیونٹی نے کہا کہ مسلمانوں کے خلاف نفرت نہیں ہونی چاہیے۔ہم بھی وہاں ڈٹ کر مقابلہ کررہے ہیں' مگر مسلمان ملکوں میں چرچ جلائے جارہے ہیں' آپ کے پاس آنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ملکوں میں اقلیتوں کی حفاظت ہونی چاہیے۔ہر مذہب کا احترام مسلمان ملکوں کی امتیازی خصوصیت ہونی چاہیے۔امریکہ میں جو لوگ مسلمانوں کے خلاف ہیں انہیں ڈر ہے کہ یہ یہاں بھی شریعت لاء لائیں گے۔

مولانا سمیع الحق: شدت پسند تو ہر جگہ ہیں' امریکہ اور یورپ میں علی اعلان بڑھ دھڑلے سے قرآن مجید جلایا جاتا ہے۔اور پادری پہلے سے اعلان کردیتا ہے مگر کوئی اسے روکنے ٹوکنے والا نہیں ہوتا۔حضور ﷺ کے خاکے بنانا' ایک فیشن بن گیا ہے۔ارو جو لوگ بھی اسلامی اقدار کی توہین کریں انہیں وی آئی پی پروٹوکول دیا جاتا ہے۔ان کو نیشنلٹی اچھی ملتی ہے۔سلمان رشدی' تحسرین نسرین اس کی مثالیں ہیں جبکہ ہمارے ہاں اقلیتوں کے بارے میں ایسے حالات نہیں۔نہ مسلم اور کرسچین اور ہندو سکھ کے جھگڑے ہیں۔البتہ شیعہ سنی مسلکوں کو کچھ مفاد پرست ہوا دیتے ہیں۔جنہیں ۱۹۹۵ء میں میں نے ملی یکجہتی کونسل بنا کر ختم کرانے کی کوشش کی' یہاں اور اب بھی کوششیں جاری ہیں' یہاں پشاور میں ایک چرچ پر حملہ ہوا تو سب سے پہلے ہم نے اسے کنڈیم کیا۔جبکہ یہاں چرچ جلانا مذہبی منافرت کے بنیاد پر نہیں تھا۔ بلکہ ہم پر غیروں کے مسلط کردہ جنگ کا شاخسانہ تھا۔یہ جنگی اور سیاسی حملے ہیں۔اس جنگ میں ایک چرچ جلا مگر مسلمانوں کے سینکڑوں مساجد نشانہ بنی اور درجنوں مدارس بموں سے ملیا میٹ کردیئے گئے اس پر کسی نے مغربی ملک اور امریکہ میں آواز نہیں اٹھائی گئی۔ہم تو یہاں بھی اس جنگ کو ختم کرانا چاہتے ہیں۔اور مسلسل مذاکرات کی جگہ صلح کروانے میں لگے ہوئے ہیں۔اسلام نے اقلیتوں کو بہت ریلیف دیا ہے اور مسلمانوں سے بھی زیادہ۔

ہمیں توقع تھی کہ صدر باراک اوبامہ آئے گا تو بش وغیرہ سے بہتر ہوگا۔(یہاں اوبامہ کے نام پر دلچسپ گفتگو ہوئی' مولانا نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ باراک شب معراج کے براق سے لیا گیا ہے' وفد نے کہا کہ باراک مبارک 'برکت سے ہے۔ یہ دلچسپ بات بھی ہوئی کہ اوبامہ اصل میں ابوعمامہ ہے یعنی پگڑی والا' جو افریقیوں میں شاید مسلمانوں کے مذہبی علماء کو کہا جاتا تھا۔صدر اوبامہ کو میرا پیغام ہے کہ مسلمانوں پر مغربی ممالک میں یہ جو خلیج پیدا کی گئی ہے اسے ختم کرنے کی کوشش کریں۔مسئلہ افغانستان نے اس خلیج کو بڑھایا' اسرائیل ارو فلسطین کا معاملہ بھی اس نفرت کو بڑھا رہا ہے' ان مسائل کا حل ہونا چاہیے۔

امریکی وفد: TTP سے مذاکرات کی کچھ امیدیں نظر آرہی ہیں' دو انتہاؤں کو آپس میں بٹھانا آپ کا حیرت ناک کارنامہ ہے۔

مولانا سمیع الحق: ابھی تک ہم پر امید ہیں۔دونوں طرف کچھ مشکلات ہیں جسے دور کرانے کی کوشش کررہے ہیں۔

امریکہ کے تعاون کی ضرورت ہے۔

امریکی وفد: درپیش مسائل پر آپ ہمیں اور اوبامہ کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق: کچھ باتیں آپ ہماری طرف سے امریکی صدر باراک اوبامہ تک پہونچادیں آپ تو خاص ایلچی ہیں۔

افغانستان کے نام پر مسلط کردہ جنگ:

ا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو جنگ ہم پر بدقسمتی سے مسلط ہوگئی ہے' یہ جنگ امریکہ نے نہیں بلکہ روس نے شروعات کی تھی' انہوں نے جارحیت کی' اور افغانستان پر قبضہ کیا' ہم سمجھتے ہیں کہ وہ وہاں رکنے کے موڈ میں نہیں تھے۔ بلکہ اس نے پاکستان میں اور عرب امارات میں بھی آنا تھا' اس جنگ میں ہم نے تاریخ کی سب سے بڑی قربانی دی۔ آپ تاریخ دیکھئے کہ تیس لاکھ آدمی کسی بھی جہاد میں شہید نہیں ہوئے اور ساٹھ، ستر لاکھ لوگ ملک سے نکل گئے' ابھی تک لاکھوں لوگ کیمپوں میں پڑے ہوئے ہیں اور لاکھوں لوگ لولے لنگڑے ہوگئے ہیں' کسی کی آنکھ نہیں ہے' کسی کی ٹانگ نہیں' یہ بہت بڑی جنگ تھی جو بے بسی اور بے کسی کے عالم میں مسلمانوں نے خصوصاً افغان قوم نے لڑی۔

پہلے امریکہ بھی مجاہدین کے ساتھ نہیں تھا' امریکہ کو یہ یقین نہیں تھا کہ اتنے بڑے سپر پاور سے جنگ ممکن ہے لیکن وہ مسلسل لڑتے رہے' اس میں ہمارے فضلاء خصوصاً میرے والد صاحب کے شاگرد تھے' ان تمام بڑے علماء اور مجاہدین نے لیڈ (Lead) کیا۔ خالی بوتلوں میں تیزاب بھر کر اس سے ٹینکوں پر حملہ کرتے' دوسال بعد امریکہ کو سمجھ آئی کہ یہ طالبان تو جنگ لڑ سکتے ہیں تو وہ خود بھی مدد کے لئے آیا لیکن ساری قربانی پاکستان کی اور افغان مجاہدین کی تھی' اس طرح ایک سپر پاور دنیا سے ملیا میٹ ہوگیا۔

امریکہ کو اس قربانی کی قدر کرنی چاہیے تھی' امریکہ کو چاہئے تھا کہ وہ مسلمانوں کی سرپرستی کرتا، افغانستان اور پاکستان کی تعمیر نو کرتا' لیکن الٹا امریکہ نے یہ جنگ دوبارہ مسلط کی۔ اس کے بعد افغانستان کے بارے میں جو پالیسی بنائی گئی وہ کارآمد نہیں تھی۔ اُس کا نتیجہ بھی سامنے آ گیا کہ نہ ہمیں فائدہ ہوا نہ امریکہ کو اور نہ ہی افغانستان کو۔ اب بھی اگر انہیں احساس ہوگیا ہے کہ اس کیلئے عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔ طالبان اور امریکہ کے درمیان خلیج کو ختم کرنا چاہیے

افغانستان سے مکمل انخلاء اور دوستی:

مولانا سمیع الحق: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ افغانستان سے امریکہ جائے گا تو کچھ فوج وہاں چھوڑے گا اور مزید نئے نو یا پانچ اڈے قائم کرے گا۔

میری رائے یہ ہے کہ اگر امریکہ جانا چاہتا ہے اور سرکشی ختم کرنا چاہتا ہے' دشمنی کو دوستی کی راہ پر ڈالنا چاہتا

ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ یہاں فوج بھی نہ چھوڑے اور اڈے بھی قائم نہ کرے کیونکہ اس طرح وہ سلسلہ پھر جاری رہے گا۔ نہ طالبان کو اعتماد ہوگا نہ جہادی قوتوں کو اور نہ ہی عوام کو، امریکہ کو چاہیے کہ وہ دوستی بنا کر چلا جائے۔ محبت کے معاہدے کرلیں' اعلان کرلے کہ میں افغانستان کے سب نقصانات کی تلافی کروں گا۔ جب تک فوج رہے گی تو وہاں بھی کشمکش جاری رہے گا۔ پاکستان بھی غیر محفوظ ہوگا' اب جیسی ابتر صورتحال ہوگی اور اس صورت میں جانے کا مقصد حاصل نہیں ہوگا' جو امن کا قیام نہیں ہے، امریکہ کا فائدہ اسی میں ہے طالبان کے ساتھ صحیح دوستی بنا کر چلا جائے' ان اڈوں سے اُس کو فائدہ نہیں ہوگا۔ پانچ پانچ ہزار فوجی اڈوں میں محصور رہیں گے حالانکہ نیٹو کی اتنی کثیر تعداد پر مشتمل فوج اس خطے کو کنٹرول نہیں کر پا رہا تو پانچ ہزار خاک کریں گے۔

میری رائے یہ ہے کہ افغانستان سے مکمل انخلا ہوجائے پھر معاہدہ اور پھر دوستی۔ جس طرح امریکہ' سعودی عرب کی اور دوسری اسلامی ممالک کی سرپرستی کررہا ہے، اس طرح افغانستان میں ایک مضبوط دوستی پیدا ہوجائے گی۔ دوستی جنگ اور اڈوں کے ذریعے نہیں بلکہ امن وتعمیر نو کے ذریعے پیدا ہوگی۔

حالیہ طالبان اور حکومت مذاکرات:

مولانا سمیع الحق: دوسری گزارش میری یہ ہے کہ ہم یہاں جو مذاکرات TTP (تحریک طالبان پاکستان) کے ساتھ کررہے ہیں، اس کو کامیاب ہونے دیں' کوشش کریں کہ یہ ناکام نہ ہوں' ہمیں خوشی ہے کہ جب سے ہم نے یہ جدوجہد شروع کی ہے تو امریکہ نے سیاسی بصیرت سے کام لیا ہے' تقریباً ۱۱۰ دن ہوگئے ہیں کوئی ڈرون حملہ نہیں ہوا' یہ بہت بڑی بات ہے اور پہلی ملاقات میں نواز شریف صاحب نے مجھ سے بھی کہا تھا کہ آپ مذاکرات کی کوشش کریں تو میں نے کہا کہ جب تک ڈرون حملے ختم نہیں ہوں گے تو بات آگے نہیں چل سکتی، الحمدللہ شاید انہوں نے بات کی اور ڈرون حملے رُک گئے۔

القاعدہ سے خطرات:

اب خطرہ امریکہ کو یہ ہے کہ ان علاقوں میں القاعدہ کے لوگ ہیں' حالانکہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ القاعدہ کے لوگوں کی اکثریت چلی گئی ہے۔ کچھ شہید ہوئے ہیں، کچھ انخلاء کے ذریعے نکل گئے اور کچھ واپس چلے گئے ہیں' اب اگر ہم یہاں قبائلی علاقوں میں امن قائم کرلیں' وزیرستان اور میرانشاہ میں طالبان کے ساتھ مصالحت کرلیں تو یہ شورش ختم ہوسکتی ہے۔

القاعدہ خود بخود چلا جائے گا، میری رائے یہ ہے کہ القاعدہ کو مارنے کے بجائے ان کو وہاں سے نکلنے کا موقع دیا جائے کہ کسی طریقے سے وہ وہاں سے واپس چلے جائیں۔ اگر ہماری جنگ آپس میں جاری رہی تو وہ واپس

نہیں جائیں گے' ان کو سرپرستی کرنے کے لئے ایک اور میدان ملے گا۔

افغانستان کا الیکشن:

افغانستان الیکشن کے حوالے سے عرض ہے کہ ہم نے جتنا تجزیہ کیا وہاں اس شخص کو اقتدار سنبھالنا اچھا ہوگا جو روس سے جہاد کرنے میں شریک رہا ہو وہاں اور غیر پٹھان کا مسئلہ زیادہ چلتا ہے اس کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے ایسے شخص کو طالبان سے راہ و رسم بڑھانے میں آسانی ہوگی۔

طالبان ہر اُس شخص کو ترجیح دیں گے جو ان کا سخت وقت میں ساتھی رہا ہے، امریکہ سے برآمد کیا گیا پٹھان کا کیا فائدہ ہوگا؟ امریکہ کو اپنے مفادات کی طرف توجہ دینی چاہیے' امریکہ کا سب سے بڑا فائدہ اس میں ہے کہ یہ طالبان کے ساتھ جھگڑا ختم کردے۔ اگر ایسی حکومت آجائے جو جھگڑا ختم نہیں کرنا چاہتی یا اگر جھگڑا ختم کرنا چاہتی ہو تو طالبان اُن پر اعتماد نہ کرتے ہوں' تو کوئی فائدہ نہیں۔

امریکی وفد: آپ کے خیال سے ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ کے بارے میں یہاں فوج اور حکومت کی کیا سوچ ہوگی؟

مولانا سمیع الحق: میرے خیال سے اب تک ان کی سوچ واضح طور پر سامنے نہیں آئی لیکن کوئی بری بھی نہیں ہوگی' یہ صورتحال ان کو بھی محسوس کرنی چاہے کہ یہاں اگر طالبان کے ساتھ معاملات حل کرنے ہیں' پاکستان میں امن قائم کرنا ہے تو ایسے آدمی کو لایا جائے کہ اس میں اور طالبان میں زیادہ دوری نہ ہو۔

امریکی وفد: کیا اس قسم کی سوچ کا آپ کو کوئٹہ یا شوریٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملا ہے؟

مولانا سمیع الحق: ایسا اشارہ نہیں ملا ہے۔ فی الحال وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے لئے سارا مسئلہ برابر ہے' کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کرزئی آئے یا چلا جائے یا عبداللہ عبداللہ آئے' اشرف غنی بھی ان کے لئے اجنبی ہے اور میرا اندازہ یہ ہے کہ عبداللہ عبداللہ کے ساتھ بھی پاکستان کے معاملات بن سکتے ہیں' بہرحال تبدیلی ایسی ہو کہ یہ دوری مزید زیادہ نہ ہو' اگر ایسا آدمی آجائے جو نہ جہادی ہو' نہ کوئی پس منظر رکھتا ہو، نہ طالبان اس پر اعتماد کریں گے اور نہ ہی افغان قوم۔

بھارت کے ساتھ تعلقات اور معاملات:

انڈیا کے حوالے سے میری گزارش یہ ہے کہ بھارت ان کے ساتھ پاکستان کا تناؤ کافی حد تک بڑھ گیا ہے' جذبات بھڑکائے جارہے ہیں' امریکہ کو دونوں ممالک کے درمیان توازن برقرار رکھنا چاہیے۔ اگر وہ اتنی شدت سے بھارت کی سرپرستی کریں گے اور جس طرح اب یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ امریکہ کا سارا جھکاؤ بھارت کی طرف ہے اور وہ اس کو خطے پر مسلط کرنا چاہتا ہے' اس کے نتیجے میں پاکستان کا رُخ چین کی طرف ہو جائے گا۔ بھارت بھی ایٹمی طاقت ہے اور پاکستان بھی خدانخواستہ اگر ایٹمی مسئلہ پیدا ہو گیا تو یہ پوری دنیا کے لئے تباہ کن ہوگا، امریکہ خود ہوشیار

ہے' ہمارا، بھارت اور امریکہ کا فائدہ اِسی میں ہی ہے کہ دوستی کو اعتدال کی حد تک رکھے۔

مسئلہ کشمیر:

مولانا سمیع الحق: ہمارے جنگ کا بنیادی مسئلہ کشمیر ہے اس میں کچھ پیش رفت ہونی چاہیے۔
کیونکہ دوستی کی فضاء بنانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہم اعتدال میں رہیں ہیں یہ بات بھی ذہن نشین کریں کہ دہشتگردی کا پروپیگنڈہ حد سے زیادہ ہو چکا ہے میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ ہمارے یہاں جارحانہ اور جنگ کے تصورات نہیں ہیں۔ پاکستان نہیں چاہتا کہ کہیں جارحیت ہو، بار بار یہ طالبان سے پریشان تھے کہ طالبان سنٹرل ایشیاء پر چڑھ دوڑیں گے، چین، ایران بھی پریشان تھا، مُلا عمر نے بار بار اعلانات کیے کہ ہم کسی کے ملک کی طرف تجاوز نہیں کریں گے، نہ ہمارے وہاں کوئی بُرے عزائم ہیں۔

مدارس پر دہشتگرد کا غلط پروپیگنڈہ:

اب صورتحال یہ ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کا لفظ غلط استعمال ہو رہا ہے اور اس آڑ میں ہمارے دینی اقدار اور اسلامی تشخص کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے، خاص طور پر مغرب میں مدارس کے خلاف بہت بڑا طوفان اٹھایا گیا کہ اس میں دہشتگردی کی تعلیم ہوتی ہے، ہم نے بار بار کہا ہے اور اس زمانے میں امریکی میڈیا کے لوگ میرے پاس آیا کرتے تھے، ایک نے پوچھا! کہ آپ کو مناسب لگتا ہے کہ بُش مدرسہ میں آجائے تو آپ اسکو دعوت دیں گے؟ میں نے کہا کہ میں کاندھوں پر بٹھا کر لے آؤنگا اگر وہ تیار ہو تو، اس کو ایک ہفتہ کیلئے یہاں بٹھا دوں گا کہ دیکھو ہماری تعلیم کو، ہماری کلاسوں کو اور رات کو تفتیش کرو، تحقیق کرو کہ کیا یہاں دہشتگردی کی کوئی بات ہے؟ یہاں چاقو رکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے، کالج اور یونیورسٹیاں پستولوں اور اسلحہ سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ کراچی سے لیکر پشاور تک کسی بھی طالب علم کیساتھ بندوق یا پستول پائیں تو آپ جو سزا دیں گے ہم اس کیلئے تیار ہیں کسی بھی مدرسہ میں دہشتگردی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ آپ ہمیں کوئی ایسا مدرسہ دِکھا دیں اور ہمیں لے جائیں جہاں جنگ کی تربیت ہو یا ایک دوسرے پر حملہ کرنے کی تعلیم ہو، اس آڑ میں امریکہ اور مغرب ہمارے مقدسات کی توہین کر رہا ہے۔

اقلیتوں کے حقوق اور قادیانیت کی حقیقت:

مولانا سمیع الحق: آپ کا اشارہ یقیناً قادیانیت کی طرف ہی ہوگا۔

امریکی وفد: اقلیتوں کے بارہ میں امتیازی قوانین امریکہ بھی ختم کر رہا ہے یورپ بھی اور عرب ممالک جہاں انقلاب آیا ہے مصر لیبیا مراکش وغیرہ سب غور کر رہے ہیں پاکستان میں بھی اس پر کام ہونا چاہیے۔

مولانا سمیع الحق: قادیانیت کے بارے میں آئین کے اسلامی دفعات ہیں' اس مسئلے کا فیصلہ نہ تو مولویوں نے کیا ہے' اور نہ ہی کسی مدرسے نے، بلکہ پارلیمنٹ نے کیا ہے، انہوں نے پورے چالیس دن بڑے بڑے وکلاء اور اٹارنی جنرل رکھے ہوئے تھے اور وہ دستگرد تو کیا پارلیمنٹرین بھی نہیں تھے، بھٹو خود سوشلٹ اور روشن خیال تھا انہوں نے آئین کی روشنی میں فیصلہ کیا۔ اب اس کے بارے میں ہر وقت مسئلہ اٹھتا ہے کہ آئین سے یہ چیز امریکہ نکال رہا ہے' جو بہت افسوس کی بات ہے اس کی تلافی کرنی چاہیے امریکہ کو اپنی براءت کا کھل کر اظہار کرنا چاہیے پارلیمنٹ کسی کو غیر مسلم کہے یا مسلمان کہے۔ امریکہ کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔

کوئی فنڈامینٹل (Fundamental) ہونے کی وجہ سے ہم نے ان کی مخالفت نہیں کی تھی بلکہ وہ خود کہتے تھے کہ ہمارا نبی الگ ہے اس کی الگ کتاب ہے جیسے موسیٰؑ کے بعد عیسیٰؑ آگئے اور عیسیٰؑ کے بعد حضور ﷺ، کوئی بھی کسی کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کر دے۔ کیا ایسے شخص کو یہودی موسیٰ کی طرح اور عیسائی عیسیٰؑ کے طرح نبی ماننے کیلئے تیار ہیں وہ ہرگز تیار نہیں ہونگے اگر آپ ہمیں مجبور کرتے ہیں تو پہلے خود اعلان کیجئے کہ عیسائی اور یہودی اب مرزا غلام احمد کے امتی ہیں۔ جب مرزائیوں نے خود کہا کہ ہم علیحدہ ایک امت ہیں، باقاعدہ ان کی کتابوں کے حوالے ہیں اور دوسری اہم بات یہ کہ ان کے تعلقات اسرائیل کے ساتھ تھے۔ درحقیقت یہ مسلمانوں کے خلاف استعمار اور سامراج کا ایک ففتھ کالم سیاسی گروپ تھا جس کی سازشیں اور عزائم ہم نے قومی اسمبلی میں مستند حوالوں کے ساتھ پیش کیے۔ پس منظر میں ان کی ساری تاریخ مسلمانوں کے خلاف تھی۔ کشمیر میں بھی انہوں نے غداری کی ہے سارا علاقہ کاٹ دیا، تقسیم ایسی کی گئی کہ ضلع گورداسپور انڈیا کے ساتھ شامل ہو گیا اور کشمیر ہم سے کٹ گیا یہ بہت بڑی داستان ہے۔

قومی اسمبلی میں ہمارے بزرگوں نے جو بحث کی 1974 کی وہاں ہمارے بزرگوں نے مسلمانوں کا موقف پیش کیا کہ ہم اِن کو کیوں غیر مسلم سمجھتے ہیں اس کے بعد اس پر تین سو صفحات کی کتاب مسلمانوں کی طرف سے لکھی گئی تھی، اس میں کافی حصہ میں نے بھی لکھا تھا میں اس وقت نوجوان تھا جبکہ پہلا حصہ جسٹس تقی عثمانی صاحب نے لکھا تھا، اس میں سارے دلائل واضح طور پر ذکر کئے گئے تھے، اگر امریکہ میں اوبامہ بھی وہ کتاب پڑھتا تو وہ بھی فیصلہ کر لیتا کہ یہ لوگ مسلم نہیں ہیں مسئلہ صرف مسلمان اور غیر مسلمان کا نہیں تھا بلکہ مسئلہ غدار اور غیر غدار کا بھی تھا، وہ ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے تھے جیسے آپ امریکہ میں کسی ایسے شخص یا جماعت کو برداشت نہیں کرتے جو غدار وطن و دین ہو تو ایسے ہم بھی غدار وطن' غدار ملت اور غدار دین کو برداشت نہیں کر سکتے۔

توہین رسالت ایکٹ:

آج کل سب سے بڑا مسئلہ توہین رسالت کا چل رہا ہے حضور ﷺ کی یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی بے

عزتی اور توہین جرم ہے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ نیز تمام انبیاء برابر ہیں کسی بھی شخص نے کسی بھی نبی کی توہین کی تو وہ اتنا ہی مجرم اور قابل سزاوار ہے جتنا کہ نبی کریم ﷺ کی توہین کرنے والا، ہمارے نزدیک حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور محمد ﷺ ایک جیسے مقدس ومحترم ہیں "لانفرق بین احد من رُسلہ" قرآن میں ہے کہ ہم کسی بھی رسول میں تفریق نہیں کرتے"

پھر ہر شخص اپنے مقاصد کیلئے اس مسئلے کو استعمال کرتا ہے، کسی کے ساتھ دشمنی ہو تو شور مچاتے کہ دیکھو اس شخص نے پیغمبرؑ کی توہین کی ہے مسجد میں اعلان ہو جاتا کہ اس شخص نے پیغمبرؑ کی توہین کی ہے، جذباتی لوگ نکل آتے، چاہے وہ عیسائی ہو یا مسلمان، اس کو قتل کر دیتے تھے نہ عدالت ہوتی تھی نہ قانون نہ گواہ، نہ رپورٹ ہوتی تھی اُس کو اسی جگہ مار دیتے تھے ہم نے کہا! کہ اس کا علاج یہ ہے کہ توہین انبیاء بھی باقی جرائم کی طرح باضابطہ ہو جائے اہم ترین عدالتی شخص کے سامنے اس پر رپورٹ درج کی جائے۔اس طرح ہم نے ان کو تحفظ دیا کہ بے گناہ اس کی زد میں نہ آئیں جو کوئی بدبخت توہین رسالت کرتا ہے تو لوگ اسے سزا نہ دیں اگر سزا دے گا تو مجرم ٹھہرایا جائے گا۔

امریکی وفد: ہم بچپن سے یہ سب سنتے آرہے ہیں اس کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے الحمدللہ۔

آزادی فکر کا ماحول:

جس چیز کا ہم اس وقت مقابلہ کر رہے ہیں اس میں ہمیں رہنمائی کی ضرورت ہے، اگر پاکستان خوشحال اور ایک قوت بنا چاہتا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اور آپ کی قوم آگے بڑھے، سائنس میں، ٹیکنالوجی میں اور اس کا احترام ہو ساری دنیا میں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہاں کے بچے سکول اور کالجوں میں جارہے ہیں اور (PhD) اور ریسرچ کر رہے ہیں ان کے ذہن اور ان کی صحت اس کیلئے ویسا ہی پھر ماحول ایسا پیدا کرنا ہوگا اور وہ تب آگے بڑھ سکتے ہیں علمی لحاظ سے جب ماحول میں آزادیِ فکر ہو جیسے ہمارے اپنے بچے ہیں اور امریکہ میں ہم نے ان کو آزاد چھوڑا ہوا ہے بلکہ ہم نے بچپن میں ان کو اسلامی اقدار دیئے ہیں اسلامی وضع قطع دی ہے وہ باقی امریکیوں سے بالکل مختلف ہیں ،نہ شراب پیتے ہیں نہ نشہ کرتے ہیں اور نہ ناجائز تعلقات رکھتے ہیں، ہم نے شروع سے ہی ان کو اسلامی ذہن دیا اور اسلامی شعور دیا۔امریکہ کا انفرادیت کا ماحول ہے امریکہ نے خود یہ چیزیں بنائی ہیں۔

مسلمانان برما کا مسئلہ

امریکی وفد: ہمیں ایک ملک برما کے بارے میں بھی تشویش ہے۔وہاں بڑی مدت سے تشدد چل رہا ہے لوگ سوچ نہیں سکتے وہاں پر پابندیاں ہیں، وہ آہستہ آہستہ ہماری طرف آرہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ وہاں تھوڑی بہت تجدد آجائے کچھ تھوڑی سی خوشحالی آجائے کیونکہ بجلی نہیں تھی کمپیوٹر نہیں تھا وغیرہ' تشدد کی یہ صورتحال ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ

سال سے روہنگیا میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔

ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ لوگ ایک ایسی جمہوریت قائم کریں جس میں (Minorty) اقلیت کا احترام ہو تو پھر ہمارے لئے اور ان کیلئے بھی آسان ہو گا کہ اگر وہ روہنگیاں کو الگ کر رہے ہیں اور ان کو سلامتی کیساتھ رہنے نہیں دے رہے تو پھر وہ برما کیلئے مسئلہ ہے وہ برما کیلئے ضلالت ہے اور جتنا وہ ان کا احترام کرتے ہیں ان کیلئے خوشحالی کے راستے نکالتے ہیں تو پھر وہ برما کیلئے خوشحالی ہے یہ مظالم وہ کمیونسٹ حکومت کر رہی ہے، یہ ایک (Extream) مثال ہے، اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے مسلمان مما لک میں کوئی (extream) حد تک نہیں گیا ہے اب آپ ہمیں دیکھیں ہمیں صرف امریکہ میں پچاس سال ہوئے ہیں۔ اگر ہمیں پابند کیا ہوتا کہ یہ آپ مسلمان فلاں کام کریں گے اور فلاں نہیں آپ لوگوں کو مسلمان ہونے کی وجہ سے ہم صرف یہ کرنے دینگے یہ نہیں کرنے دینگے۔

آزاد جمہوریت:

امریکی وفد: اگر پچاس سال پہلے میں آپ کے ہاں آجاتا تو ہمیں تصور بھی نہ ہوتا کہ اسلام امریکہ میں کیسے چلتا مگر اس وقت جو میں آپ کے پاس آیا ہوں یا آپ کو کہہ رہا ہوں کہ جمہوریت اور آزاد جمہوریت اسلام کیلئے اور ملک کیلئے بہت ہی ضروری ہے اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں جمہوریت چاہیے اور ہمیں ہر حالت میں جمہوریت کی ضرورت پڑے گی۔

9/11 کے بعد میری بیٹی عجیبہ نے ڈیموکریٹک پرائمری میں الیکشن جیت لیا مگر جب الیکشن ہوا تو اس میں وہ ہار گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بش کا زمانہ تھا اور وہ ڈیموکریٹس کو آگے نہیں بڑھنے دے رہے تھے کیونکہ ان دنوں وہاں (Republicans) کا دور تھا وہ ہار گئی مگر 35% امریکیوں نے اسے ووٹ دیا تو وہ 35% کون تھے جنہوں نے میری بیٹی کو ووٹ دیئے؟ وہ غیر مسلم تھے میری بیٹی کا تو نہ رنگ ان سے ملتا ہے نہ اس کا مذہب اس لئے ہم یہ نہیں چاہتے کہ امریکہ میں ہمارے ساتھ (Rezarwation) ہو وہ کہیں گے کہ آپ (Minorty) ہیں اور آپ کو ہم فلاں فلاں چیزیں دیں گے، امریکہ (open) ہے اور ہمارے (مسلمانوں) کے پاس اتنے وسائل ہیں جب ہم آگے بڑھیں گے تو امریکہ خود بخود ہمارے بچوں کو احترام کی نظر سے دیکھے گا اور ان کو اہم پوزیشنز پر رکھے گا تو گویا یہ دو چیزیں اس سے ثابت ہو رہی ہے۔

(۱) اگر انہوں نے ہمیں اقلیتی مقام (Minorty) سٹیٹس دیا ہوتا تو ہم پتا نہیں کہاں رہ جاتے؟

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں کھلا چھوڑ دیا اور اس کا فائدہ بھی امریکہ کو ہو رہا ہے، ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ اس وقت دنیا میں ایک نیا باب (Chapter) کھل رہا ہے جس میں لوگ قائل ہو رہے ہیں کہ جمہوریت اسلام کے حق میں بہتر ہے، کیونکہ جمہوریت میں اقلیت اور اکثریت کی تفریق نہیں ہوتی۔ ہر ایک کو پورے

پورے حقوق ہو اسلام نے سب سے جو بڑی چیز کی ہے جو آپ خود کہہ رہے تھے مگر وہ ان دنوں چلتا بلکہ جیسے اسلام نے ہر ایک مکمل حقوق دیئے ہیں ویسے ادائیگی ہو' جیسے آنجناب نے بھی ذکر کیا کہ مسلمانوں کی تاریخ میں بادشاہ مسلمانوں کا تو خیال رکھتا تھا مگر اقلیتی برادری کو بھی مکمل حقوق دیتا تھا۔

مگر ڈیموکریسی میں صرف یہ کافی نہیں ہے کہ ہم (Minorties) اقلیتوں کو حقوق دیں۔ ہم پاکستان کے خیر خواہ ہیں ،ہماری خواہش یہ ہے کہ پاکستان خوشحال ہو ،ہمارا پیغام ہے کہ بہت سی چیزیں جو آپ نے کی ہیں اس وقت تک انکے بارے میں ایک اپروچ ہو اور اس اپروچ سے یہ فائدہ ہو کہ جیسے ایک خوشحال ماحول ہو آپکے یہاں بچے ہیں یہاں آپکے مُرید ہیں یہاں نماز روزے کے پابند ہو ان کی اپنی (پرسنل لائف) جسکی تازہ مثال مصر کی ہمارے سامنے ہے۔میں پاک ہو صاف ہونی چاہیے۔

مولانا سمیع الحق صاحب: 15,20 سال سے آپ کے لوگ یہاں آرہے ہیں میرا ان سے کہنا یہی رہا ہے کہ دوری والی چیزیں ختم ہو جائیں اور آپس میں شیر وشکر ہو جائیں ۔جمہوریت لازمی ہے مگر ہمیں جمہوریت ہی کے ذریعہ اپنے مقاصد واہداف کے حصول اپنی مرضی کے نظام سے محروم رکھا جارہا ہے۔

اسی طرح عالم اسلام میں جہاں کہیں جمہوریت کی طرز پر کوئی حکومت قائم ہوئی تو خود امریکہ نے اس کو گرایا۔

مصر میں اخوان المسلمون کی تازہ صورتحال آپ حضرات کے سامنے ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کے استاذ الحدیث ،ادیب ،دانشور اور ممتاز شاعر

مولانا محمد ابراہیم فانیؒ

اور مشہور بزرگ پیر طریقت ،ولی کامل ،بانی جامعہ اسلامیہ اضاخیل

مولانا رحیم اللہ باچا صاحبؒ

کے تذکرہ وسوانح پر مشتمل ماہنامہ ''الحق'' کی **خصوصی اشاعت**

ضخامت: ۳۰۰ صفحات .... قیمت: ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' 03159983366